نظریہ ضرورت

تحریر: مولانا حافظ عبدالعزیز علوی
شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ۔ فیصل آباد

ضروریات

دین کی روشنی میں

اسلام ایک کامل ضابطہ حیات اور دستور زندگی ہے جس کی بنیاد عقل و فطرت پر رکھی گئی ہے اوراس کے تمام احکام کا اصلی مقصد بندوں کی مصالح کی حفاظت کو پورا کرنا' ان مصالح کی حفاظت کرنا ہے اوران سے ضرر کو دور کرنا اور ان مصالح کا تعلق حیات انسانی کے پانچ بنیادی اصولوں سے ہے۔

(۱) دین کی حفاظت
(۲) جان کی حفاظت
(۳) عقل کی حفاظت
(۴) نسل کی حفاظت
(۵) مال کی حفاظت

یہ وہ پانچ اصول ہیں جن کی حفاظت کی اہمیت اور ضرورت کو تمام ادیان اور ملل والے تسلیم کرتے ہیں اس لئے ان کو ضروریات کا نام دیا جاتا ہے۔

دکتور محمد بن سعد بن مسعود الیوبی اپنی کتاب ''مقاصد الشریعة الاسلامیه و علاقتها بالادلة الشرعیه میں لکھتے ہیں:

۱۔ ضروریات' هی المصالح التی تتضمن حفظ مقصود من المقاصد الخمسه وهی حفظ الدین والنفس والعقل والمال والنسب' ص نمبر ۱۸۲۔ ضروریات ان مصالح کا نام ہے جو شریعت کے پانچ مقاصد میں کسی نہ کسی مقصد کی حفاظت کے ضامن ہیں اوروہ پانچ مقاصد یہ ہیں:

۱۔ حفاظت دین
۲۔ حفاظت نفس' جان
۳۔ حفاظت عقل
۴۔ حفاظت مال
۵۔ حفاظت نسب و نسل

اور یہ وہ مصالح ہیں جن پر لوگوں کی زندگی کا دارومدار ہے اوران پر معاشرہ کا قیام اور اس کا استحکام موقوف ہے۔ اگر یہ مصالح فوت ہو جائیں تو انسانی زندگی کا نظم درہم برہم ہو جائے اور لوگ زبردست انتشار اور افراتفری کا شکار ہو جائیں اور ان کے تمام معاملات گڑبڑ ہو جائیں' دنیا میں بھی ان کے لئے بدبختی ہو اور آخرت میں بھی تکلیف و عذاب۔ (ماخوذاز جامع الاصول' اردو ترجمہ الوجیز فی اصول الفقہ۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن)

امام شاطبی لکھتے ہیں: قد اتفقت الامة بل سائر الامم علی ان الشریعة وضعت للمحافظة علی الضرو ریات الخمس هی الدین' والنفس' والنسل' والمال' والعقل' الموافقات ج ۳۸۔ تمام امت مسلمہ بلکہ تمام ملتیں اس پر متفق ہیں کہ شریعت (قانون' دستور) کو پانچ ضرورتوں یعنی دین' جان' نسل' مال اور عقل کے تحفظ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن لکھتے ہیں' سزائیں تاریخ جرم و سزا میں استقرائی طور پر پانچ قسم کی مصلحتوں کے حصول کے لئے مقرر کرلی جاتی ہیں اور یہ مصلحتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ حمایت دین
۲۔ حمایت نفس' جان
۳۔ حمایت اموال
۴۔ حمایت نسل انسانی
۵۔ حمایت عقل

(اسلامی قوانین' حدود' قصاص' دیت' تعزیرات۔ ص ۴۶)

شریعت اسلامیہ نے دین کی حفاظت کے بعد سب سے زیادہ تحفظ مسلمان کی جان کو دیا ہے' اس کے بعد اس کافر کی جان کو جو مسلمان حکومت کو جزیہ ادا کرتا ہے یا مسلمان کی طرف سے اس کو امن وامان حاصل ہے۔ جان کی حفاظت کے لئے اسلام نے بہت وسائل اور

اسباب مقرر کئے ہیں' ان میں سے ایک وسیلہ ضرورت ہے جس کو علمائے اسلام اس قاعدہ میں بیان کرتے ہیں۔ الضرورات تبیح المحظورات' ضروریات کے سبب ناجائز کام مباح ہو جاتا ہے اور یہ قاعدہ قرآن مجید کی پانچ آیات سے ماخوز ہے:

سورۃ البقرہ میں ہے:

من الهلاك علما او ظنا' (الفقه الاسلامی وادلته' الدكتور' وهبه الذحيلى' ج ۳ ص ۵۱۵' یقین یا ظن کی رو سے جان کی ہلاکت کا خطرہ پیدا ہو جاتا۔

مولانا امین احسن لکھتے ہیں:

اضطر' ضر یضر سے باب افتعال ہے۔ عربی زبان کے قاعدے کے مطابق

قرآن حکیم میں اضطرار سے متعلق تمام آیات کا تعلق صرف انسانی حیاتیات ہے اسکے علاوہ ان آیات سے عمرانیات یا سیاسیات پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

"فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیه' آیة ۱۸۳"۔

سورۃ المائدہ میں ہے:

"فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم۔ آیۃ ۳"

سورۃ انعام میں ہے:

"قد فصل لکم ما حرم علیکم الاما اضطررتم الیه۔ آیۃ ۱۱۹"

سورۃ انعام میں ہے:

"فمن اضطر غیر باغ ولا عاد۔ آیة ۱۴۵۔

سورۃ نحل میں ہے:

"فمن اضطر غیر باغ ولا عاد۔ آیة ۱۱۵۔

ان پانچ کا سیاق و سباق' کھانے سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ضرورت کی تعریف یہ کی جاتی ہے:

هی الخوف علی النفس

"ض" کی مناسبت سے افتعال کی "تا" "طا" سے بدل گئی' ضره الی کذا کے معنی ہیں الجاء ه الیه۔ اس کو فلاں چیز کی طرف مجبور کر کے دھکیل دیا' اضطره الیه کے معنی ہے' احوجه والجاء ه' اس کو فلاں چیز کی طرف مجبور کر دیا' یعنی بغی کے معنی یہاں' چاہنے اور طلب کرنے کے ہیں' غیر باغ ولا عاد یہاں حال پڑے ہوئے ہیں' بعض جگہ اضطرار کے ساتھ مخمصہ کی بھی قید لگی ہوئی ہے' مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مجبور ہو جائے تو وہ حرام چیزیں بھی جان بچانے کیلئے استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن یہ اضطرار واقعی ہو' نہ تو اس کے اندر حرام کی کسی چاہت کو دخل ہو اور نہ آدمی اس حد سے آگے بڑھنے والا ہو۔ جس حد تک بڑھنا جان بچانے کے لئے ناگزیر ہو' ان احتیاطوں کے ساتھ کسی واقعی مجبوری میں اگر کوئی شخص کسی حرام چیز سے فائدہ اٹھائے تو فرمایا کہ اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے' اللہ غفور رحیم ہے۔ تدبر قرآن ج ا ص ۴۴۵)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں

"یعنی مجبور ہو کر حرام غذا کے استعمال پر ہے۔

فمن اضطر الی شئی من هذه المحرمات ای احوجه الیها۔ (قرطبی) اضطر' اضطرار ضرورت سے مشتق ہے اور یہ اس کے باب افتعال سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شدید ضرورت کے وقت ان حرام غذاؤں کو بھی بقدر کفایت کھایا جا سکتا ہے' شدید ضرورت کی صورتیں دو ہو سکتی:

۱۔ کہ بھوک کی شدت سے معلوم ہوتا ہو کہ دم نکلا جا رہا ہے اور حلال غذا سرے سے دستیاب ہی نہیں ہو رہی ہے' یا افلاس کی بنا پر اس تک دسترس نہ ہو اور یا پھر کسی مرض کی بناء پر حلال غذا نا قابل استعمال ہو۔

۲۔ یہ کہ کوئی حاکم اس حرام غذا کے استعمال پر مجبور کر رہا ہو' تفسیر ماجدی سورۃ بقرہ حاشیہ ۶۱۶۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں

' حاصل آیت یہ ہے جس کو بھوک کی شدت یا کسی کے زبردستی کرنے سے چارو ناچار مردار' خون یا سور کا گوشت کھانا پڑے' اس کے لئے کھانا ان چیزوں کا حلال ہے' تفسیر مظہری اردو ج ا ص ۲۹۴)

علامہ یوسف علی نے بھی اپنی انگریزی تفسیر میں اضطرار کو محرمات کو کھانے تک محدود کیا ہے' دیکھئے انگریزی ترجمہ و تفسیر "تقسیم کردہ' ادارہ البحوث العلمیہ والافتاء والدعوہ اولارشاد" (سورۃ بقرہ آیۃ ۱۷۳' ص ۶۸ کا حاشیہ نمبر ۱۷۴)

علامہ قرطبی امام مجاہد' ابن جبیر و

غیر ھما ے لکھتے ہیں "المعنی غیر باغ علی المسلمین ولا عاد علیھم' فیدخل فی الباغی والعادی قطاع الطریق' والخارج علی السلطان والمسافر فی قطع الرحم والغارة علی المسلمین و ما شاکله هذا صحیح فان البغی فی اللغة قصد الفساد' تفسیر قرطبی' الجز الثانی ص ۲۳۱۔۲۳۲

غیر باغ کا معنی ہے وہ مسلمانوں کے خلاف خرابی اور بگاڑ پیدا کرنے والا نہ ہو اور نہ ان کے خلاف ظلم و تعدی کرنے والا ہو' اس طرح باغی اور عادی میں۔ رہزن' حاکم اور بادشاہ کے خلاف خروج کرنے والا' قطع رحمی اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے سفر کرنے والا اور اس کے ہم معنی داخل ہوں گے اور یہ معنی صحیح ہے کیونکہ لغت کی رو سے بغی کا معنی فساد کا ارادہ کرنا ہے اور علامہ وھبہ زحیلی نے ضرورت کے لئے پانچ شرطیں بیان کی ہیں۔

۱۔ ضرورت فوری ہو اس کا مستقبل سے تعلق نہ ہو۔

۲۔ شرعی حرام کردہ چیز کھائے بغیر کوئی چارہ نہ ہو' کوئی جائز چیز میسر نہ ہو۔

۳۔ حرام چیز کی اباحت کا تقاضا کرنے والا عذر صحیح اور مکمل ہو یعنی بھوک یا خوف سے جان نکلنے یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہو۔

۴۔ اضطراری حالت میں اسلام کی اساسی چیزوں کی مخالفت لازم نہ آتی ہو۔ اس لئے زنا' قتل' ارتداد اور کسی کا حق غصب کرنا' کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

۵۔ بقدر ضرورت استعمال کرے جس سے زندگی بچ جائے۔

جمہور کا نظریہ یہی ہے الفقہ الاسلامی وادلتہ۔ ج ۳' ص ۵۱۶۔۵۱۷۔

اس لئے علماء نے اس قاعدہ کے ساتھ جان بچانے کیلئے محرمات کا استعمال جائز ہے۔ یہ اصول بھی بیان کئے۔

۱۔ الضرورة تقدر بقدر الضرورة۔

"ضرورت کو بقدر ضرورت سے محدود کیا جائے گا۔"

۲۔ الاضطرار لا یبطل حق الغیر۔

"اضطرار سے دوسرے کا حق باطل نہیں ہوگا۔

الوجیز فی ایضاح القواعد الفقه الکلیة۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قرآن حکیم میں اضطرار سے متعلق تمام آیات کا تعلق صرف انسانی حیاتیات سے ہے۔ اس کے علاوہ ان آیات سے عمرانیات یا سیاسیات پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ قدیم اور جدید مفسروں نے انسانی زندگی کے فوری بچاؤ کی ضرورت کے علاوہ ان آیات سے اور کوئی استدلال نہیں کیا۔

ایک واقعہ

ایک نوجوان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میرا باپ میری کمائی پر قبضہ و تصرف کرنا چاہتا ہے۔ باپ کو خبر لگی تو پیچھے پیچھے یہ بھی دربار رسالتؐ میں حاضر ہوا اسی اثناء میں حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا کہ اس بڈھے کی بھی روداد سن لیجئے جو اس نے خوبصورت اشعار کی صورت میں مرتب کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا تو بوڑھے باپ نے نوجوان کو مخاطب کر کے کہا کہ جب تم بچے تھے تو ہم تمہارا پیشاب صاف کرتے تھے۔ پیشاب سے کپڑا گیلا ہو جاتا تو دوسرا خشک کپڑا بچھاتے۔ جب جاڑے کا موسم آتا تو تم کو گرم کپڑوں میں رکھتے اور طرح طرح سے گرمی پہنچاتے۔ تمنا یہ تھی کہ جب تم جوان ہو گے تو ہمارے کام آؤ گے مگر تم جوان ہوئے بعد اسکے بدلہ میں ہمارے ساتھ سختی کرنے لگے اور درشت مزاجی دکھلانے لگے اور ہمارے احسانات و خدمات کی ناقدری کرنے لگے۔ آخری شعر سن کر حضورؐ آبدیدہ ہو گئے جو یہ تھا۔

فلیتک اذلم ترع حق ابوتی   کما یفعل الجار المجاور تفعل

ترجمہ:۔ اے کاش اگر تو میرے پدری حقوق کا لحاظ نہ کرتا تو اتنا تو کرتا جتنا کہ ایک اچھا پڑوسی اپنے کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کی رودادِ غم سن کر حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور نوجوان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "انت و ما لک لابیک" کہ تو اور تیری دولت' دونوں پر باپ کو تصرف کا حق حاصل ہے۔ (الخصائص الکبریٰ)